زِپ والے موزے پر مسح کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Mul:916 تاریخ:15-01-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل چمڑے کے جو موزے آتے ہیں، اکثر میں موزہ پہننے، اتارنے کے لیے سائیڈ پر زِپ لگی ہوتی ہے، اگر اس زِپ والے حصے پر پانی پڑ جائے، تو فوراً موزے میں داخل ہو جاتا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا ایسے موزے پر مسح کرنا، جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ رائج بھی کافی ہے، اکثر لوگوں نے ایسا ہی موزہ پہنا ہوتا ہے۔

نوٹ: موزہ پر جو زِپ ہوتی ہے، اس کا اکثر حصہ اگرچہ پنڈلی پر ہوتا ہے، مگر تقریباً دو انگل کے برابر حصہ قدم کے جس حصہ کا دھونا فرض ہے، اس پر بھی ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

چمڑے کے زِپ والے موزہ پر مسح جائز و درست ہے اور اس میں زِپ کا موجود ہونا کوئی خرابی پیدا نہیں کرتا۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

موزے کی شرائط میں سے اگرچہ ایک شرط یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ پانی کو قدم تک فوراً پہنچنے سے روکے، مگر ساتھ ہی شریعت کی جانب سے یہ رخصت بھی دی گئی ہے کہ موزہ میں پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار سے کچھ کم پھٹن ہو تو معاف ہے اور یہ معافی مطلقاً دی گئی ہے یعنی اس میں یہ قید نہیں لگائی کہ پھٹن والی جگہ سے بھی پانی نہ جائے، حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ایسی پھٹن والے موزہ پر پانی ڈالا جائے یا اسے پانی میں داخل کیا جائے، تو پانی پاؤں تک پہنچ جائے گا۔ اس سے واضح ہے کہ اس شرط کا مفہوم یہ ہے کہ جو جگہ پھٹی

ہوئی نہ ہو، اس جگہ سے موزہ اتنا دبیز و موٹا ہو کہ پانی کے نفوذ کو روکے۔

یہ تفصیل بھی تب ہو گی جب زِپ والی جگہ کو پھٹن شمار کیا جائے، حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں ہے، کیونکہ زِپ بند کر دینے کے بعد اس میں نہایت معمولی جگہ کھلی ہوتی ہے اور وہ اتنی نہیں ہوتی کہ اس میں ستالی (موچیوں کا چمڑا چھیدنے کا آلہ) داخل ہو سکے، لہٰذا وہ خرز یعنی سلائی کے حکم میں ہے اور جس طرح سلائی کی وجہ سے موزہ میں پیدا ہونے والے معمولی سوراخ معاف ہیں اور اس کی وجہ سے موزہ کو پھٹا ہوا شمار نہیں کیا جاتا، یہاں بھی یہی حکم ہو گا۔

موزہ میں کتنی پھٹن معاف ہے اور کتنی پھٹن قابلِ شمار ہے، اس کا اصول یہ ہے کہ ایسی پھٹن یا سوراخ جس میں ستالی داخل ہو سکے وہ قابل معافی نہیں ہے، بلکہ اسے شمار کیا جائے گا اور ایک موزہ میں اس کا مجموعہ اگر پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کی بقدر ہو، تو ایسے موزہ پر مسح درست نہیں ہو گا اور اگر اس سے کم پھٹن ہو، تو وہ سلائی کے حکم میں ہے اور سلائی کی طرح مطلقاً معاف ہے۔ اس کے مطابق زِپ والے موزہ کا جائزہ لیں، تو زِپ بند کر دینے کے بعد زِپ کے بیچ کھلے رہ جانے والے حصہ میں ستالی تو کیا سوئی بھی داخل نہیں ہو سکتی، لہٰذا زِپ والا موزہ غیر پھٹا شمار ہو گا اور اس پر مسح جائز و درست ہے۔

اس کی ایک نظیر جاروق یعنی ایسا موزہ ہے جس کے اوپر والا حصہ کھلا ہوا ہو، مگر اسے بٹن لگا کر بند کیا گیا ہو، تو بند کر دینے کی وجہ سے فقہائے کرام اسے غیر مشقوق یعنی غیر پھٹا شمار کرتے ہوئے مسح کو درست قرار دیتے ہیں، جس سے واضح ہے کہ موزہ میں پھٹن موجود ہونے کے باوجود جب اسے بند کر دیا جائے، تو وہ غیر پھٹا شمار ہو گا۔

اس کی دوسری نظیر انگریزی بوٹ ہے کہ وہ بھی قدم کی اُبھری ہوئی جگہ سے کھلا ہوتا ہے، مگر تسمہ وغیرہ سے بند کر دینے کے بعد فقہائے کرام نے اس پر مسح کو درست قرار دیا ہے اور بند ہو جانے کی وجہ سے پھٹن کو کالعدم شمار کیا ہے، لہٰذا زِپ والے موزہ کے متعلق بھی یہی تفصیل ہو گی کہ چونکہ زِپ بند کر دینے کے بعد اس میں کھلا ہوا حصہ بہت معمولی ہوتا ہے، لہٰذا اسے بھی جاروق اور بوٹ کی طرح غیر

مشقوق شمار کیا جائے گا اور مسح جائز و درست ہو گا۔

مسح کی شرائط بیان کرتے ہوئے مراقی الفلاح میں ہے: ”والشرط السادس منعهما وصول الماء إلى الجسد فلا يشفان الماء“ اور چھٹی شرط یہ ہے کہ وہ دونوں موزے پاؤں تک پانی پہنچنے سے مانع (رکاوٹ) ہوں، لہٰذا پانی کو روکیں۔ **(مراقی الفلاح، ص128، مطبوعہ دار الخیر الاسلامیہ، بیروت)**

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: ”سُوتی یا اُونی موزے جیسے ہمارے بلاد میں رائج ان پر مسح کسی کے نزدیک درست نہیں کہ نہ وہ مجلد ہیں یعنی ٹخنوں تک چمڑا منڈھے ہوئے، نہ منعل یعنی تلا چمڑے کا لگا ہوا، نہ ثخین یعنی ایسے دبیز و محکم کہ تنہا اُنہیں کو پہن کر قطع مسافت کریں تو شق نہ ہو جائیں اور ساق پر اپنے دبیز ہونے کے سبب بے بندش کے رُکے رہیں ڈھلک نہ آئیں اور اُن پر پانی پڑے تو روک لیں فوراً پاؤں کی طرف چھن نہ جائے، جو پائتابے ان تینوں وصف مجلد، منعل، ثخین سے خالی ہوں اُن پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے۔ ہاں اگر اُن پر چمڑا منڈھ لیں یا چمڑے کا تلا لگا لیں، تو بالاتفاق یا شاید کہیں اُس طرح کے دبیز بنائے جائیں، تو صاحبین کے نزدیک مسح جائز ہو گا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ فی المنية والغنية (المسح على الجوارب لايجوز عند ابى حنيفة الا ان يكونا مجلدين) اى استوعب الجلد مايستقر القدم الى الكعب (اومنعلين) اى جعل الجلد على ما يلى الارض منهما خاصة كالنعل للرجل (وقالايجوز اذاكانا ثخينين لا يشفان) فان الجورب اذا كان بحيث لا يجاوز الماء منه الى القدم فهو بمنزلة الاديم والصرم فى عدم جذب الماء الى نفسه الابعد لبث اودلک بخلاف الرقيق فانه يجذب الماء وينفذه الى الرجل فى الحال (وعليه) اى على قول ابى يوسف ومحمد (الفتوى)“ منیہ اور غنیہ میں ہے (امام اعظم ابو حنیفہ رَحِمَہُ اللہ کے نزدیک جرابوں پر مسح جائز نہیں، مگر یہ کہ چمڑے کی ہوں) یعنی اس تمام جگہ کو گھیر لیں جو قدم کو ٹخنوں تک ڈھانپتی ہے (یا منعل ہوں) یعنی جرابوں کا جو حصّہ زمین سے ملتا ہے صرف وہ چمڑے کا ہو، جیسے پاؤں کی جُوتی ہوتی ہے (اور صاحبین نے فرمایا: اگر (جرابیں) ایسی دبیز ہوں باریک نہ ہوں تو مسح جائز ہے، کیونکہ اگر جراب اس طرح کی ہو کہ پانی

قدم تک تجاوز نہ کرے، تو وہ جذب کرنے کے حق میں چمڑے اور چمڑا چڑھائے ہوئے موزے کی طرح ہے، مگر کچھ دیر ٹھہرنے یا رگڑنے سے پانی جذب کرے، تو کوئی حرج نہیں بخلاف پتلی جراب کے، کہ وہ پانی کو جذب کر کے فوراً پاؤں تک پہنچاتی ہے۔ اسی پر یعنی امام ابو یوسف و محمد علیہما الرحمہ کے قول پر فتویٰ ہے۔" ملخصا (فتاوی رضویہ، ج04، ص345،346، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

کثیر پھٹن کی مقدار بیان کرتے ہوئے ہدایہ میں فرماتے ہیں: "ولا یجوز المسح علی خف فیه خرق کثیر یتبین منه قدر ثلاث اصابع من اصابع الرجل وان کان اقل من ذلک جاز" اور ایسے موزے پر مسح جائز نہیں جس میں کثیر پھٹن ہو کہ اس میں سے پاؤں کی تین انگلیوں کی مقدار ظاہر ہو اور اگر اس سے کم ہو، تو جائز ہے۔ (ھدایہ مع البنایہ، ج01، ص486، مطبوعہ ملتان)

تنویر الابصار و در مختار میں موزہ کی شرائط کے بیان میں ہے: "(کونه ساتر) محل فرض الغسل (القدم مع الکعب) أو یکون نقصانه أقل من الخرق المانع، فیجوز علی الزربول لو مشدودا إلا أن یظهر قدر ثلاثة أصابع" جتنی جگہ کا دھونا فرض ہے یعنی ٹخنوں سمیت پاؤں اس کو چھپانے والا ہو یا بقدر مانع پھٹن سے کم ہو، لہذا زربول پر مسح جائز ہے، جبکہ بندھے ہوں، ہاں اگر تین انگلیوں کی مقدار ظاہر ہو، تو مسح جائز نہیں ہے۔ (تنویر الابصار و درمختار مع ردالمحتار، ج01، ص488، مطبوعہ کوئٹہ)

ردالمحتار میں ہے: "قوله: (فیجوز علی الزربول) وهذا تفریع علی ما فهم مما قبله من أن النقصان عن القدر المانع لا یضره ط۔ ملخصا" شارح علیہ الرحمۃ کا قول: (زربول پر مسح جائز ہے) یہ اس پر تفریع ہے جو اس سے پہلے سمجھا گیا کہ بقدر مانع سے کم پھٹا ہوا ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔ طحطاوی۔
(ردالمحتار مع الدر المختار، ج01، ص488، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: "موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں، اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک انگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے، ایڑی نہ کھلی ہو۔"
(بہار شریعت، ج1، ص364، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

موزہ میں کتنی پھٹن قابل شمار ہے، اس کو بیان کرتے ہوئے مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں:" وأقل خرق يجمع هو ما يدخل فيه مسلة ولا يعتبر ما دونه" **اور کم پھٹن جس کو جمع کیا جائے گا، اس کی مقدار یہ ہے کہ اس میں سوتالی داخل ہو سکے، اس سے کم کا اعتبار نہیں ہے۔**

(مراقی الفلاح، ص128، مطبوعہ دار الخیر الاسلامیہ، بیروت)

تنویر الابصار و در مختار میں ہے:" (واقل خرق يجمع ليمنع ماتدخل المسلة لا مادونه) الحاقاله بمواضع الخرز" **اور کم پھٹن جس کو مسح سے مانع ہونے کے لیے جمع کیا جاتا ہے، اس کی مقدار یہ ہے کہ اس میں سوتالی داخل ہو سکے نہ کہ اس سے کم، سلی ہوئی جگہوں کے ساتھ اسے لاحق کرتے ہوئے۔**

(تنویر الابصار و درمختار مع ردالمحتار، ج01، ص507، 508، مطبوعہ کوئٹہ)

رد المحتار میں ہے:" قوله: (المسلة) بكسر الميم: الابرة العظيمة، صحاح" **مصنف علیہ الرحمۃ کا قول: (المسلۃ) میم کے کسرہ کے ساتھ: اس سے مراد بڑی سوئی ہے۔**

(ردالمحتار مع الدر المختار، ج1، ص508، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں قابل شمار پھٹن کی مقدار یوں بیان کی:" ایک موزہ چند جگہ کم سے کم اتنا پھٹ گیا ہو کہ اس میں **سوتالی** جا سکے اور ان سب کا مجموعہ تین انگل سے کم ہو، تو مسح جائز ہے، ورنہ نہیں۔"

(بہار شریعت، ج1، ص366، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

رد المحتار میں جاروق موزہ کے متعلق فرمایا:" و في البحر عن المعراج: ويجوز على الجاروق المشقوق على ظهر القدم وله ازرار يشده عليه لانه كغير المشقوق وان ظهر من ظهر القدم شئى فهو كخروق الخف" **اور بحر میں معراج سے ہے کہ ایسے موزے پر مسح جائز ہے، جو قدم کے اوپر سے کھلا ہو اور اسے بند کرنے کے لیے بٹن لگائے گئے ہوں، کیونکہ وہ غیر پھٹے ہوئے موزے کی طرح ہو گیا اور اگر قدم کی پیٹھ سے کچھ حصہ ننگا ہو، تو وہ پھٹے ہوئے موزے کی طرح ہے (اور اس میں موزہ میں پھٹن والی تفصیلات جاری ہوں گی)۔**

(ردالمحتار مع الدر المختار، ج01، ص488، مطبوعہ کوئٹہ)

بوٹ پر مسح کے جائز ہونے کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ

الرحمن سے سوال ہوا کہ بُوٹ جن سے ٹخنہ ڈھک جاتا ہے یعنی بُوٹ کہ پلٹن والے پہنتے ہیں وہ بُوٹ کیا چمڑے کے موزے کا حکم رکھتا ہے یا نہیں ؟؟ یعنی اس پر مسح کرنا چاہئے یا نہیں ؟

تو اس کے جواب میں آپ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ”درست ہے معراج الدرایہ پھر بحر الرائق پھر ردالمحتار میں ہے: ”یجوز علی الجاروق المشقوق علی ظھر القدم ولہ ازرار یشدھا علیہ تسدہ لانہ کغیر المشقوق وان ظھر من ظھر القدم شیئ فھو کخروق الخف“ ایسے موزے پر مسح جائز ہے جو قدم کے اوپر سے کھلا ہو اور اسے بند کرنے کے لیے بٹن لگائے گئے ہوں، کیونکہ وہ غیر پھٹے ہوئے موزے کی طرح ہو گیا اور اگر قدم کی پیٹھ سے کچھ حصہ ننگا ہو، تو وہ پھٹے ہوئے موزے کی طرح ہے (اور اس میں موزہ میں پھٹن والی تفصیلات جاری ہوں گی)۔

(فتاوی رضویہ، ج04، ص347، 348، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے: ”انگریزی بوٹ جوتے پر مسح جائز ہے اگر ٹخنے اس سے چھپے ہوں۔“

(بہار شریعت، ج01، ص367، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تنبیہ: یاد رہے موزہ چاہے کسی بھی قسم کا ہو، زِپ والا ہو، یا اس کے علاوہ، یونہی اس میں پھٹن موجود ہو یا نہ ہو، مسح کے باقی رہنے کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ اس میں اتنا پانی نہ جائے کہ جس سے آدھے سے زیادہ پاؤں دُھل جائے، اگر کسی بھی طرح موزہ میں اتنا پانی داخل ہو گیا کہ جس سے آدھے سے زیادہ پاؤں دُھل گیا، تو اب مسح ٹوٹ جائے گا۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: ”(وینتقض بغسل اکثر الرجل فیہ) لو دخل الماء خفہ“ اور پاؤں کا اکثر حصہ دُھل جانے سے بھی مسح ٹوٹ جائے گا، جبکہ پانی موزے میں داخل ہو گیا ہو۔

(تنویرالابصارودرمختار مع ردالمحتار، ج01، ص512، مطبوعہ کوئٹہ)

ردالمحتار میں ہے: ”قولہ: (لو دخل الماء خفہ) فی بعض النسخ :ادخل ولا فرق بینھما فی الحکم کما افادہ ح“ شارح علیہ الرحمۃ کا قول: (جبکہ پانی موزے میں داخل ہو گیا ہو) بعض نسخوں

میں ”ادخل “ ہے، لیکن حکم کے معاملہ میں دونوں میں کوئی فرق نہیں، جیسا کہ امام حلبی علیہ الرحمۃ نے افادہ فرمایا۔ (ردالمحتار مع الدرالمختار، ج01، ص512، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ”موزے پہن کر پانی میں چلا کہ ایک پاؤں کا آدھے سے زیادہ حصہ دُھل گیا یا اور کسی طرح سے موزے میں پانی چلا گیا اور آدھے سے زیادہ پاؤں دُھل گیا، تو مسح جاتا رہا۔“

(بہار شریعت، ج1، ص368، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو محمد محمد سرفراز اختر عطاری

03رجب المرجب 1445ھ/15جنوری 2024ء

الجواب الصحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے